IRJICC

ISSN:3007-4630(P), 3006-8304(E)

International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

عصر حاضر میں تعلیمات انبیاءؑ کی عدم پاسداری کے سیاسی محرکات

POLITICAL MOTIVES FOR DISOBEYING THE TEACHINGS OF THE HOLY PROPHETS IN THE PRESENT AGE

1.	***Dr.Nasir Ali Khan*** nasirali@cuiatd.edu.pk	*Associate Professor, COMSATS University Islamabad, Abbottabad campus.*
2.	***Dr.Muhammad Rizwan*** rizwan@aust.edu.pk	*Associate Professor, Department of Pakistan Studies Abbottabad University of Science & Technology, KPK.*
3.	***Muhammad Mansoor Rasheed*** Mansooraims@hotmail.com	*Lecturer of Islamic studies Talent Era International college Khamis mushayt Kingdom of Saudi Arabia.*

Vol. 02, Issue, 01, Jan-March 2024, PP:36-45

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-01-24	15-02-24	30-03-24

Abstract

The God has set rules and regulations for humanity to achieve the consciousness of living and the meaningful goals of life. For the practical implementation of these rules and regulations and to be aware of them, he appointed selected persons from among humanity. While he preached to the people about the commandments of Allah, he also made them aware of the practical aspects of observing these commandments in the practical field. The teachings of the prophets prevent humanity from strengthening its relationship with the Lord, humility, disobedience, justice, and division of humanity into different classes on the basis of moral, linguistic and geographical aspects. Teaches to highlight and lead a purposeful life. Generalization of social justice, exploitation of the weak, environmental degradation and attributes Jamila advocates. The purpose of these teachings is to strengthen the relationship of humanity with the

CC BY

Lord of the Universe and to carry out such matters that will lead to success and salvation, but people reject the teachings of the Prophets because of their worldly benefits. Started pouring. One of the factors and motivations for rejecting the teachings of the Prophets is political motivation, in this, the teachings of the Prophets are not followed to consolidate political power and gain interests. Therefore, the political motivations for ignoring the teachings of the Prophets in the present era are briefly reviewed.

***Key Words**: Political Motivations, Prophets, Justice, Rules & Regulations, Humanity, Relationship.*

موضوع کا تعارف:

عصر حاضر میں تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کے سیاسی محرکات وہی ہیں جو سابقہ انبیائے کرام کے ادوار میں پائے جاتے تھے۔ انبیائے کرام کے زمانوں میں عموما موروثی سیاست پائی جاتی تھی۔ جبکہ عصر حاضر میں سیاستدانوں کو جھوٹ، مکر و فریب اور منافقت جیسے بیسیوں وعدوں کی صورت میں پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں۔ حکمران طبقات عموما عیش پرست اور شتر بے مہار کی سی زندگی گزارنے کے خواہاں ہوتے ہیں جبکہ دین میں سادگی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنا لازمی ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں تکذیب دین کے سیاسی محرکات کو درج ذیل نکاتی تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

تعیشات کا خاتمہ:

تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا ایک محرک یہ ہے کہ لوگوں کو ڈر ہوتا ہے کہ انبیائے کرام کی تعلیمات پر عمل کر کے ان کی عیاشی اور بے فکری ولاابالی والی زندگی پر پابندی لگ جائے گی۔ ان کا خیال ہے کہ مذہب پر عمل کرنے سے ان کی آزادی سلب ہو کر رہ جائے گی۔

اسلام اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دیتا ہے۔ جس کے عطا کیے جانے کے بعد زمین پر اس کے احکامات کو نافذ کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ"[1]

(یہ اہل حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے

تعیشات اور اقتدار کا لالچ تمام تر اخلاقیات اور دینی اقدار کو پاؤں تلے روند ڈالتا ہے۔ یہ نہ صرف مخصوص خطہ بلکہ ملکوں کے ملکوں کو اجاڑ کر رکھ دیتا ہے۔

فرعون بھی سونے اور چاندی کے ڈھیروں پر تعیشانہ زندگی گزاراتا تھا۔ قرآن کریم میں اس کی تعیشانہ زندگی کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۰ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ڏ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ "[2]

اور فرعون نے اپنی قوم میں (فخر سے) پکارا (اور) کہا: اے میری قوم! کیا ملکِ مصر میرے قبضہ میں نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے (محلّات کے) نیچے سے بہہ رہی ہیں (کیا میری نہیں ہیں؟) سو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ کیا (یہ حقیقت نہیں کہ) میں اس شخص سے بہتر ہوں جو حقیر و بے وقعت ہے اور صاف طریقے سے گفتگو بھی نہیں کر سکتا؟

نمرود کے تعیشانہ طرز زندگی کو قرآن مجید میں واضح کیا گیا ہے۔ امام طبری لکھتے ہیں:

"فقال انی ذابح له باربعة آلاف بقرة"[3]

اس نے کہا کہ میں اس کے لیے چار ہزار گائے ذبح کروں گا۔

ایک وقت میں چار ہزار گائیں ذبح کرنے سے اس کے کر و فر اور شاہانہ طرز زندگی کا خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے اس عمل کو فضول قرار دیا تھا۔

ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

"حدثنا ليث، عن شهر قال: نزلت في الأمراء خاصة"إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها وإذا حكمتم بين الناس أن تحكموا بالعدل"[4]

[ان الله يامركم ان تؤدوا الامانت الى اهلها] بالخصوص صاحبان امر کے بارے میں نازل ہوئی۔

جس سے مراد یہ ہے کہ اقتدار امانت ہے نہ کہ حرص و ہوس کا نشان، اگر کامل طریقے سے دیانت برتی جائے تو ہوس سے الگ باز رہیں۔ اقتدار کا نشہ مذہبی اقدار کو پامال کرنے کا محرک بن جاتا ہے۔

بے لاگ احتساب کا خوف:

تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا ایک اہم محرک بے لاگ احتساب کا خوف ہے۔ دین ہمہ جہتی احتساب کا حامی ہے۔ قرآن کریم میں تصور آخرت پر مبنی آیات اس کی طرف بھرپور توجہ دلاتی ہیں۔ حکمران طبقہ احتساب سے دور اقتدار کے نشے میں لت پت ہے۔ اگر یہ لوگ دین کو کاملا تسلیم کر لیں تو ان کے زعم میں زندگی کی رعنائیں ختم ہو جائیں گی جو کہ دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر احتساب کی عدم موجوگی میں حاصل کی گئی ہیں۔ غیر سرکاری تنظیم ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کے مطابق:

بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ بدعنوانی کی ایک بڑی وجہ ملک میں موثر اور سخت احتساب کے قانون کی عدم موجودگی ہے۔[5]

اقوام متحدہ کے ادارے کی رپورٹ کے مطابق دنیا کی تمام دولت کا چالیس فیصد ایک فی صد امیر ترین لوگوں کے قبضے میں ہے۔ اور دنیا کے دس فیصد امیر لوگ پچاسی فیصد دولت پر قابض ہیں۔[6]

تعلیمات انبیاء میں دولت کے ارتکاز کے بجائے دولت کی گردش پر زور دیا گیا ہے۔ اور اس سلسلے میں اسلام نے سخت سزا کا بھی اعلان کیا۔ قرآن نے ایسے لوگوں کو یہ کہہ کر ڈرایا ہے:

" اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــــــــــــوْلًا "[7]

، بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہو گی۔

جبکہ اسلام میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کی بازگشت سنائی دیتی ہے جو وہ اپنے دور میں امراء کو راست اقدام پر مستقیم رکھنے کے لیے فرمایا کرتے تھے۔

"حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا" [8]

تم اپنا محاسبہ خود کرو اس سے پہلے کہ میں تمہیں احتساب کے لیے جبرا کھڑا کروں۔

ہنر مندان آئین و سیاست اگر مکمل طور پر مائل بہ دین ہو جائیں تو احتساب کے اس تلخ ریگزار سے انہیں رگڑیں کھانا پڑتی ہیں۔

اسراف:

اسلام میں اسراف کو برا اور سادگی اور بے تکلفی کو پسندیدیہ نگاہوں سے سے دیکھا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور خلفائے راشدین کے ادوار خلافت، طرز زندگی انتہائی سادگی کا نمونہ تھی۔ جبکہ عصر حاضر کے سیاستدان سادگی سے کوسوں دور ہیں۔ حجلۂ عروسی میں زندگی گزارتے ہیں۔ جہاں ان کے اخراجات کروڑوں روپوں سے متجاوز ہو کر اربوں تک جا پہنچتے ہیں۔فراز ہاشمی کی رپورٹ کے مطابق:

سیکرٹریٹ میں مجموعی طور پر ایک ارب ستتر کروڑ روپے سے زیادہ کے اخراجات ہوئے ہیں۔ [9]

قرآن کریم کثیر مال ہونے کی صورت میں مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہے اور فضول خرچی سے منع کرتا ہے کیونکہ فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا "[10]

اور قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو) اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤ۔ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

معاصر صاحبان امرا اگر دین کو کاملا تسلیم کر لیں تو اربوں روپے کے زرق برق محلات سے محروم ہو جائیں گے۔

عجب و خود پسندی:

تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا ایک محرک خود پسندی بھی ہے۔ دین اس کو زہر قاتل سمجھتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے مجموعی طور پر حکمران میڈیا اور پروٹوکول کی لمبی لمبی قطاروں کے بغیر باہر تک نہیں نکلتے۔ پروفیسر عبد اللہ بھٹی اپنے کالم "ہمارے حکمران" میں لکھتے ہیں:

معاصر رہنماؤں کو ہیروئن کے نشے کی حد تک جس چیز کا لپکا ہے وہ خود پسندی اور اپنی ذات کو طاقت کا سرچشمہ بنانا اور خود کو حقیقی اور آخری نجات دہندہ ثابت کرنا ہے۔ [11]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى"[12]

پس تم اپنے آپ کو بڑا پاک و صاف مَت جتایا کرو، وہ خوب جانتا ہے کہ (اصل) پرہیز گار کون ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فلا تبرئوا انفسكم من الذنوب [هو اعلم بمن اتقى] من المعصى و اصلح" [13]

پس تم اپنے آپ کو گناہوں سے پاک مت بتایا کرو۔ وہ بہتر جانتا ہے تم میں سے متقی کون ہے تمہاری معصیت اور بہتری میں سے۔

نفس پرستی کا خاتمہ:

نفس پرستی ایسا مہلک زہر ہے جس نے سابقہ انبیائے کرام کو قتل کروایا اور ان کی تکذیب کروائی۔ قرآن کریم میں ہے:

"اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ"[14]

جب بھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس وہ (احکام) لایا جنہیں تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم (وہیں) اکڑ گئے اور بعضوں کو تم نے جھٹلایا اور بعضوں کو تم قتل کرنے لگے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[15]

اے ایمان والو! بیشک شراب اور جُوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے (کلیتًا) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

مفتی احمد یار خان نعیمی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں نجس بھی اور وہ حرام قطعی بھی، نشہ دے یا نہ دے، مطلقاً حرام ہے" [16]

سید عبد اللہ شاہ لکھتے ہیں:

غفلت، حب دنیا، اتباع شہوات اور ان کی الفت وعادات اور تکبر و حسد یہ دل کی بیماریوں کا مادہ ہیں۔ انہی سے دل کی ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ [17]

اگر صاحبان اقتدار و ہوس دین پر عمل پیرا ہوں تو ان کی موج مستیاں متاثر ہوتی ہیں، نفس پرستی کی مثالیں اس بات کی غماز ہیں کہ انہیں دین سے زیادہ نفس پرستی کی محبت ہے۔

سیاسی فرقہ واریت کا خاتمہ:

انبیائے کرام کی تعلیمات پر عمل پیرا لوگوں کی اکثریت غریب اور سادہ لوگوں پر مبنی ہوتی ہے۔ جنہیں نہ تو سماجی تفوق حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی سیاسی رتبہ، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے پیروکاروں کی مثال اس سلسے میں لی جاسکتی ہے۔ دور حاضر کے سیاسی زعماء اگر دین پر عمل پیرا ہو جائیں تو انہیں ان فقراء و مساکین کی ہم جلیسی اختیار کر کے سیاسی

فرقہ واریت کو ختم کرنا پڑتا ہے، یہی عذر اشراف قریش کو بھی لاحق تھا۔
مسرت اللہ جہاں کے مطابق:

ملک میں تین سو ستائیس سیاسی پارٹیاں ہیں۔[18]

اس مرض کی وجہ سے میرٹ کی پامالی اور معاشرے میں نفرت اور حسد کی فضا کو ہوا ملتی ہے۔
ڈاکٹر صغری صدف لکھتی ہیں کہ میرٹ کی خلاف ورزی سے حق تلفی اور محرومی کا جو احساس جنم لیتا ہے وہ نسلوں تک نفرت بن کر سفر کرتا ہے۔ انسانی تمام عمر ذمہ داروں کو قصور وار ہی نہیں ٹھہراتا بلکہ ناکامی پر کڑھتا رہتا ہے۔ میرٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپ دس لوگوں کو تو نواز سکتے ہیں۔ مگر ہزاروں لوگوں کو ناپسندیدگی، نفرت، بے بسی اور مایوسی کی آگ میں جھونک کر خود کو متنازع کر لیتے ہیں۔[19]

سید شیرازی لکھتے ہیں:

"فرقہ واریت اور تفرقہ بازی کوئی بھی ہو مذہبی ہو یا سیاسی، لسانی ہو یا علاقائی، ہر ایک انتہائی بری اور بھیانک نتائج رکھتی ہے۔ لیکن سیاسی تفرقہ بازی کی تعلیمات پر نظر ڈورائی جائے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ سیاسی فرقہ واریت اور تفرقہ بازی صرف معاشرے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ناسور ہے۔[20]

اسلام کی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ اسلام نے غریبوں، یتیموں غرضیکہ ہو ایک کا خیال رکھنے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ"[21]

(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

"ای اجلس مع الذین یذکرون اللہ و یھللونہ و یحمدونہ و یسبحونہ و یکبرونہ------ یقال انھا نزلت فی اشراف قریش"[22]

ان لوگوں کے ساتھ مجلس نشین رہے جو اللہ کا ذکر و تہلیل اور تحمید و تسبیح کے ساتھ اس کی کبریائی بیان کرتے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ آیت اشراف قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔
اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:
سرداران قریش نے عرض کیا تھا کہ ہم اسلام تو قبول کر لیں گے لیکن ان فقراء و مساکین کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے ہم کو

شرم آتی ہے۔ اگر غریبوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیں تو صرف ہم ہی نہیں بہت خلقت ایمان قبول کر لے گی۔ اس پہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔[23]

انبیائے کرام کی تعلیمات کی عدم پاسداری کی وجہ دین میں ایک متحرک سیاسی فرقہ واریت ہے جس کی کئی اقسام ہیں۔ عموماً مذہبی فرقہ واریت کے پیچھے بھی سیاسی فرقہ واریت ہی ملوث ہوتی ہے۔ اقتدار کا نشہ اور ہوس ملک گیری اس کا محرک بنتے ہیں۔ سید عبدالوھاب شیرازی لکھتے ہیں:

سیاسی تفرقہ بازی کے مختلف پول ہیں۔ ایک انٹرنیشنل سطح کی سیاسی تفرقہ بازی ہے اور ایک ملکی سطح کی تفرقہ بازی۔[24]

دین ہر طرح کی تفرقہ بازی کے خلاف ہے۔ اتحاد کو نعمت قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا "[25]

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو، اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔

عصر حاضر میں یہ سیاسی تفرقہ بازی ہی ہے کہ کشمیر میں ایک لاکھ کشمیریوں کا قتل، افغانستان میں پندرہ لاکھ، جاپان میں اسی ہزار، عراق میں پندرہ لاکھ، جنگ عظیم اول میں چھ کروڑ اور جنگ عظیم دوم میں بارہ کروڑ سیاسی فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔

اگر لوگ تعلیمات انبیاء پر عمل کریں تو انہیں سیاسی فرقہ واریت چھوڑنا پڑتی ہے جس سے ان کے سیاسی مفادات پر زد پڑتی ہے۔ اس لئے سیاسی فرقہ واریت نہ چھوڑنے کی خاطر تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کرتے ہیں۔

نسل پرستی کا خاتمہ:

نسل پرستی خالصتاً کسی بھی خاص انسانی نسل کی کسی دوسری انسانی نسل یا ذات پر فوقیت یا احساس برتری بارے امتیاز کا ایک نظریہ ہے۔[26]

اسلامی ممالک میں عموماً موروثی سیاست ہے۔ جہاں انصاف سے قطع نظر رنگ، نسل اور ذات کے اعتبار سے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اور کسی کی قابلیت یا عدم قابلیت کی بنا پر اختیارات نہیں دیے جاتے۔

عابد حسین صدیقی لکھتے ہیں:

نسل پرستی نے ناانصافی، عدم مساوات، دوست نوازی اقربا پروری، سفارش اور دباؤ کے نظام کو فروغ دیا ہے۔[27]

دین ان سب مفاسد کا خاتمہ کر کے مساوات انسانی کا درس دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"الا ان ربکم واحد، وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی "[28]

خبردار! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔

اگر اسلام کے اس مساویانہ عمل کو اپنا لیں تو نسل پرستی اقربا پروری جیسے کئی جرائم چھوڑنا پڑتے ہیں۔ یہ لوگ جرائم کے

بجائے دین کو چھوڑنا آسان سمجھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا "[29]

اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے (محض) اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہو جاؤ خواہ (گواہی) خود تمہارے اپنے یا (تمہارے) والدین یا (تمہارے) رشتہ داروں کے ہی خلاف ہو، اگرچہ (جس کے خلاف گواہی ہو) مال دار ہے یا محتاج، اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ سو تم خواہشِ نفس کی پیروی نہ کیا کرو کہ عدل سے ہٹ جاؤ (گے)، اورا گر تم (گواہی میں) پیچ دار بات کرو گے یا (حق سے) پہلو تہی کرو گے تو بیشک اللہ ان سب کاموں سے جو تم کر رہے ہو خبر دار ہے۔

اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے، اور اللہ سے ڈرا کرو، بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خوب آگاہ ہے

المختصر یہ کہ اگر نسل پرست مائل بہ دین ہوں تو تعلیمات انبیاء کے پیش نظر انہیں نسل پرستی چھوڑنا پڑتی ہے۔ اور اگر اس کو وہ ترک کر دیں تو ان کے زعم کے مطابق اقتدار کے ایوانوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا ارتکاب کرتے ہیں۔

عقیدہ آخرت کی کمزوری:

قرآن کریم نے تمام اقوام کی اصلاح اور تربیت کے لیے عقیدہ توحید کے ساتھ عقیدہ آخرت کی بھی بھرپور تبلیغ کی ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی اصلاح میں عقیدہ آخرت کو بہت اہمیت دی ہے۔ اگر عقیدہ آخرت مضبوط ہو تو سارے جرائم کی از خود بیخ کنی ہو سکتی ہے۔ عقیدہ آخرت کی کمزوری کی وجہ سے مدعی ہی منصف بن کر لوگوں کا استحصال کرتے ہیں۔

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں[30]

کرپشن، لوٹ مار، سود خوری اور ظلم وبربریت کا اصل محرک خوف خدا اور عقیدہ آخرت کی کمزوری ہے۔ قیامت کے دن انسان کے خلاف اس کا اپنا سراپا گواہ بن جائے گا۔ قرآن کہتا ہے :

"اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"[31]

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں ان اعمال کی گواہی دیں گے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

خلاصہ بحث:

۱۔ عصر حاضر میں تعلیمات انبیاء کی عدم پاسداری کا محرک تعیشات کے خاتمے کا خوف ہے۔

۲۔ احتساب عمل کا خوف اور فضول خرچی بھی ان محرکات میں سے ہیں۔

۳۔ لوگوں کے اندر خود پسندی اور عجب کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے جس کی بدولت وہ کسی کی بات سننے کے بجائے اپنی مرضی کرنا پسند کرتے ہیں۔

۴۔ نفس پرستی اور مادہ پرستی بھی ان محرکات میں شامل ہیں۔

۵۔ انبیائے کرام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے خود ساختہ سیاسی فرقہ واریت اور نسل پرستی کو چھوڑنا پڑتا ہے جس کو وہ ترک نہیں کرنا چاہتے۔

یہ ایسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر عصر حاضر میں لوگ انبیائے کرام کی تعلیمات کی عدم پاسداری کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ۔ القرآن، الحج: ۴۱

[2] ۔ الزحرف: ۵۱۔۵۲

[3] ۔ الطبری، محمد بن جریر، ج۱، ص ۲۴۳

[4] ۔ الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، ابو جعفر (المتوفی: 310ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج۸، ص ۴۹۰ مؤسسة الرسالة

[5] ۔ کامران حیدر، رونامہ پاکستان، ۹ دسمبر ۲۰۱۲

[6] ۔ ترجمان القرآن، ماہنامہ، اسدا عظمی، فروری 2017

[7] ۔ الاسراء: ۳٦

[8] ۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ج۷، ص ۹٦

[9] ۔ Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

[10] ۔ القرآن، الاسراء: ۲٦۔۲۷

[11] ۔ Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES

IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 7, no. 2 (2021): 36-57.

[12]۔القرآن، النجم: ۳۲

[13]۔ابن عباس عبد اللہ، تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ج ۱، ص ۷۴۴

[14]۔القرآن، البقرۃ: ۸۷

[15]۔القرآن، المائدۃ: ۹۰

[16]۔ نعیمی، احمد یار خان، نور العرفان، ص ۱۴۸

[17]۔ نقشبندی، عبد اللہ شاہ، علاج السالکین، ص ۶، کاروان پرنٹنگ پریس حیدر آباد

[18]۔آئی بی سی نیوز، ۱۲جون 2016

[19]۔روزنامہ جنگ، ڈاکٹر صغری صدف، فروری 2017

[20]۔شیرازی، سید، عبد الوہاب، کالم سیاسی فرقہ واریت، روزنامہ اساس ۶، جون ۲۰۱۶

[21]۔القرآن، الکھف، ۲۸

[22]۔ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۵، ص ۱۵۲

[23]۔ نعیمی، احمد یار خان، نور العرفان، ص ۸۰۰

[24]۔شیرازی، سید، عبد الوہاب، کالم سیاسی فرقہ واریت، روزنامہ اساس ۶، جون ۲۰۱۶

[25]۔القرآن، آل عمران: ۱۰۳

[26]۔ویکیپیڈیا، اردو انسائکلوپیڈیا، نسل پرستی

[27]۔روزنامہ ایکسپریس، ۲۳ جنوری، ۲۰۱۷

[28]۔ابن حنبل، احمد بن محمد (۲۴۱ھ) مسند الامام احمد بن حنبل، ج ۳۸، ص ۴۷۴، موسسۃ الرسالۃ 2001ء

[29]۔القرآن، النساء: ۱۳۵

[30]فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ص55

[31]۔القرآن، یس: ۶۵